دعوت الی اللہ

مولانا وحید الدین خاں

دعوت الی اللہ

دعوت اور تبلیغ کو قرآن میں دعوت الی اللہ کہا گیا ہے، یعنی اللہ کی طرف بلانا۔ انسان کو اس کے خالق اور مالک کے ساتھ جوڑنا۔ اللہ کی طرف بلانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے بندوں کو یہ بتایا جائے کہ اللہ کی زمین پر تمھارے لیے زندگی کا صحیح طریقہ صرف یہ ہے کہ تم اللہ کے بندے بن کر رہو۔

انسان کے لیے دنیا کی زندگی میں صرف دو رویے ممکن ہیں۔ ایک، خودرخی اور دوسرا، خدارخی۔ خودرخی رویے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی خود اپنی ذات کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنائے، وہ اپنی سوچ کے مطابق چلے، وہ اپنے خواہشوں کی پیروی کرے، وہ اپنے ذاتی تقاضوں کی تکمیل کو زندگی کی کامیابی قرار دے۔ اس کے مقابلے میں خدارخی طریقہ یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو خدا کا ماتحت سمجھے، وہ

اپنے جذبات کو خدا کے تابع بنائے۔ اس کے نزدیک زندگی کی کامیابی یہ ہو کہ وہ خدا کی پسند کے مطابق جیے اور خدا کی پسند ہی پر اس کا خاتمہ ہو جائے۔

خود رخی زندگی میں گھمنڈ اور حسد اور اَنانیت جیسے جذبات جاگتے ہیں۔ انسان یہ سمجھنے لگتا ہے کہ حق وہ ہے جس کو وہ حق سمجھے اور باطل وہ ہے جس کو وہ باطل قرار دے۔

خدا رخی زندگی کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ خدا رخی زندگی آدمی کے اندر عبدیت، تواضع، اعتراف اور خود احتسابی جیسے جذبات ابھارتی ہے۔ پہلی صورت میں انسان اگر خود پرست بن جاتا ہے تو دوسری صورت میں خدا پرست۔

دعوت الی اللہ یہ ہے کہ آدمی کو خود رخی زندگی کے برے انجام سے آگاہ کیا جائے اور اس کو خدا رخی زندگی اختیار کرنے کی دعوت دی جائے۔ ان دونوں قسم کی زندگیوں کو جاننے کا معتبر اور مستند ماخذ

خدائی تعلیمات ہیں، جو قرآن کی صورت میں محفوظ طور پر ہمارے پاس موجود ہیں۔ دعوت الی اللہ کا کام ایک خالص اُخروی نوعیت کا کام ہے۔ قومی یا اقتصادی یا سیاسی معاملات سے براہِ راست اس کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ انسان کو خدا اور آخرت کی طرف بلانے کی ایک مہم ہے۔ اسی دینی اور روحانی اسلوب میں وہ شروع ہوتی ہے اور اپنے اسی اسلوب میں وہ آخر وقت تک جاری رہتی ہے۔

دعوت الی اللہ کا کام اپنی حقیقت کے اعتبار سے ایک خدائی کام ہے، جس کو بندوں کے ذریعے انجام دیا جاتا ہے۔ ضروری ہے کہ اس کو اسی اسپرٹ کے ساتھ انجام دیا جائے۔ اس اسپرٹ کے بغیر جو کام کیا جائے وہ دعوت الی اللہ کا کام نہ ہوگا، خواہ اس کو دعوت الی اللہ کے نام پر جاری کیا گیا ہو۔

دعوت الی اللہ نہ سیاست کی طرف بلانے کا کام ہے اور نہ قومی مسائل کی طرف بلانا اس کا نشانہ ہے۔ یہ مکمل طور پر خدا کی

طرف بلانے کا ایک کام ہے اور اسی خاص صورت میں اس کو ادا کیا جانا چاہیے۔

خدا کی طرف بلانے سے کیا مراد ہے۔ اس کا ابتدائی مقصد یہ ہے کہ انسان کو خدا کے تخلیقی منصوبہ (creation plan) سے آگاہ کیا جائے۔ اس کو بتایا جائے کہ خدا کے ساتھ اس کا کیا تعلق ہے اور خدا آئندہ اس کے ساتھ کیا معاملہ کرنے والا ہے۔ یہ گویا انسان کو خدا سے متعارف کرنے کا ایک کام ہے۔ اس کا نشانہ یہ ہے کہ خدا کے بارے میں انسان کی غفلت ٹوٹے، اور وہ اپنی بندگی کا ادراک کر کے خدا کی طرف متوجہ ہو جائے۔

اس دعوتی عمل کا نشانہ یہ ہے کہ انسان خدا کی ذات کو پہچانے۔ وہ خدا کی قدرت کے مقابلے میں اپنے عجز کو دریافت کرے۔ غیب کا پردہ پھاڑے جانے سے پہلے وہ خدا کا مشاہدہ کرے۔ خدا سے براہِ راست سابقہ پیش آنے سے پہلے وہ

بالواسطہ طور پر خدا کی معرفت حاصل کرے۔

دعوت کا مقصد انسان کے اندر سوئی ہوئی روح کو جگانا ہے۔ بھٹکے ہوئے انسان کو، خدا کی طرف جانے والے سیدھے راستے پر کھڑا کرنا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان کے اندر اُس بصیرت کو جگایا جائے جو کائنات کی نشانیوں میں خدا کے جلووں کو دیکھنے لگے۔ جو مخلوقات کے آئینے میں اس کے خالق کو بلا حجاب پالے۔

دعوت ایک انسان کو اس قابل بنانے کا نام ہے کہ وہ براہِ راست اپنے رب سے مربوط ہو جائے۔ اس کو روحانی سطح پر خدا کا فیضان پہنچنے لگے۔ اس کے دل و دماغ خدا کے نور سے منور ہو جائیں۔ اس کا پورا وجود خدا کی رحمت کی بارش میں نہا اٹھے۔

دعوت کا نشانہ یہ ہے کہ آدمی دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی مخلوق بن جائے، وہ دنیا کی عظمتوں میں خدا کی عظمت دریافت کرے، وہ دنیا کی نعمتوں میں جنت کی نعمتوں کا تجربہ کرنے لگے۔

دنیا کی تکلیفیں اس کو جہنم کی تکلیف یاد دلائیں۔ دنیا کے مناظر اس کو آخرت کی حقیقتوں کا مشاہدہ کرانے لگیں۔ یہی دعوت کا نشانہ ہے اور ایسے ہی انسانوں کو وجود میں لانا دعوت اور داعی کی کامیابی ہے۔

قرآن میں بتایا گیا ہے کہ اللہ نے انسان کو 'احسنِ تقویم' کی صورت میں پیدا کیا۔ پھر اس کو گرا کر 'اسفل سافلین' میں ڈال دیا (التین: 5-4)۔ دعوتی عمل کا مقصد انسان کو دوبارہ اس کی اصل ابتدائی حالت کی طرف لوٹانا ہے، جنت سے نکالے جانے کے بعد دوبارہ اُس کو جنت کے راستے پر ڈالنا ہے، خدا کی رحمت سے دور ہونے والوں کو دوبارہ خدا کی رحمت کے سایے میں پہنچا دینا ہے۔

انسان کی مثال ایسی ہے جیسے پانی کی ایک مچھلی جس کو پانی سے نکال کر صحرا میں ڈال دیا جائے۔ ایسی مچھلی صحرا میں مسلسل تڑپ رہی ہوگی۔ اور اس کے ساتھ بہترین ہمدردی یہ ہوگی کہ اس کو دوبارہ پانی کی طرف لوٹا دیا جائے۔

انسان بھی اسی طرح جنت کی ایک مخلوق ہے۔ اس کے اندر ایک نامعلوم آئڈیل کو پانے کا جذبہ بے پناہ حد تک پایا جاتا ہے۔ ہر آدمی اپنے اس نامعلوم آئڈیل کے پیچھے دوڑ رہا ہے۔ وہ بار بار دنیوی رونق والی کسی چیز کی طرف لپکتا ہے، اس امید میں کہ وہ جس آئڈیل کی تلاش میں ہے وہ شاید یہی ہے، مگر ہر بار اسے ناکامی ہوتی ہے، یہاں تک کہ وہ مرجاتا ہے بغیر اس کے کہ اس نے اپنے آئڈیل کو پایا ہو۔

یہی وہ مقام ہے جہاں داعی کو اپنا دعوتی عمل انجام دینا ہے۔ داعی کا کام یہ ہے کہ وہ انسان کو بتائے کہ وہ جس آئڈیل کی تلاش میں ہے، وہ صرف خدا اور اس کی جنت ہے۔ یہ صرف خدا ہے جس کو پاکر آدمی اپنے آئڈیل کو پالے۔ یہ صرف جنت ہے جہاں پہنچ کر آدمی اس اطمینان سے دوچار ہو کہ وہ جس دنیا کی تلاش میں تھا وہ دنیا اسے حاصل ہوگئی۔

اس اعتبار سے ہر انسان داعی کا نشانہ ہے۔ داعی کو ہر فرد تک پہنچنا ہے۔ اسے ہر آنکھ پر پڑے ہوئے پردے کو ہٹانا ہے۔ گویا دنیا میں اگر چھ بلین انسان ہیں تو داعی کو چھ بلین کام کرنا ہے۔ اسے چھ بلین روحوں کو ان کے خدا سے ملانا ہے۔ اسے چھ بلین انسانوں کو ان کے جنتی قیام گاہ تک پہنچانے کی کوشش کرنا ہے۔

اسی معلمِ انسانیت کا نام داعی ہے۔ داعی وہ ہے جو زندگی کے راستوں پر روشنی کا مینار بن کر کھڑا ہو جائے، جو انسانیت کے بھٹکے ہوئے قافلوں کے لیے خدائی رہنما بن جائے۔ قرآن کی سورہ نمبر 51 میں پیغمبر کی زبان سے کہا گیا ہے کہ: ففرّوا الی اللہ إنّی لکم منه نذیر مبین (الذاریات: 50)۔ یعنی اے لوگو! اللہ کی طرف دوڑو، میں اس کی طرف سے تمھارے لیے ایک کھلا ہوا ڈرانے والا ہوں۔ اسی بات کو دوسری جگہ قرآن میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے: اعبدوا اللہ واجتنبوا

الطّاغوت (النحل: 36) یعنی اے لوگو! اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔

اس دنیا میں انسان دو پکاروں کے درمیان ہے۔ ایک، خدا کی پکار اور دوسرے، شیطان (طاغوت) کی پکار۔ خدا خیر کا سرچشمہ ہے اور وہ لوگوں کو خیر کی طرف بلا رہا ہے۔ اس کے برعکس، شیطان شر کا سرچشمہ ہے۔ وہ لوگوں کو شر کے راستوں کی طرف بلاتا ہے۔ آدمی کا امتحان یہ ہے کہ وہ شیطان کے فریب میں نہ آئے اور شیطان کو چھوڑ کر وہ خدا کی طرف دوڑ پڑے۔

خدا تمام صفات کمال کا جامع ہے۔ وہ عدل، رحمت، سچائی، دیانت داری اور اخلاص کو پسند کرتا ہے۔ خدا چاہتا ہے کہ انسان انھیں اعلیٰ اوصاف کو اپنائے۔ وہ اپنے آپ کو خدائی اخلاقیات میں ڈھال لے۔

اس کے برعکس، شیطان برائیوں کا مجموعہ ہے اور وہ انسان کو

بھی برائیوں کی طرف لے جانا چاہتا ہے۔ شیطان، آدمی کے اندر چھپے ہوئے بدی کے جذبات کو بھڑکاتا ہے۔ وہ آدمی کے اندر حسد، اَنانیت، غصہ، انتقام، تکبر، خودغرضی اور بے اعترافی جیسے جذبات کو جگا کر انسان کی انسانیت کو دباتا ہے اور اس کی حیوانیت کو جگا کر اس کو اپنے جیسا بنا دینا چاہتا ہے۔

موجودہ دنیا میں ہر آدمی اسی دوطرفہ تقاضے کے درمیان ہے۔ ہر آدمی ایک داخلی جنگ کے محاذ پر کھڑا ہوا ہے۔ ایک طرف اس کا ضمیر ہے جو اس کو خدا کی طرف کھینچتا ہے۔ دوسری طرف اس کی اَنانیت ہے جو اس کو دھکیل کر شیطان کی طرف لے جانا چاہتی ہے— ضمیر خدا کا نمائندہ ہے اور انانیت شیطان کی نمائندہ۔

داعی کا کام یہ ہے کہ وہ انسان کو اس حقیقت سے آگاہ کرے۔ وہ انسان کے اندر ذہنی بیداری لا کر اس کو اس قابل بنائے کہ وہ اس دوطرفہ تقاضے کو پہچانے۔ وہ اپنی انانیت پر روک

لگائے اور ضمیر کی آواز کو تقویت دے۔ وہ شیطان کی ترغیبات سے بچ کر خدا کے اُس راستے کا مسافر بن جائے جو اس کو جنت کی طرف لے جانے والا ہے—— یہ دعوتی کام زمین پر ہونے والے تمام کاموں میں سب سے زیادہ اہم ہے۔ یہ پیغمبروں والا کام ہے۔ جو لوگ اس کام کے لیے اٹھیں، اُن کو نہایت خصوصی انعامات سے نوازا جائے گا۔

قرآن کی سورہ نمبر 7 میں اصحابِ اعراف کا ذکر ہے، یعنی بلندیوں والے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو قیامت کے دن اونچے منبروں پر کھڑے کیے جائیں گے۔ اور اہلِ جنت اور اہلِ دوزخ دونوں کے بارے میں خدا کے فیصلے کا اعلان کریں گے۔ ان آیات کا ترجمہ یہ ہے:

"اور اعراف کے اوپر کچھ لوگ ہوں گے جو ہر ایک کو ان کی علامت سے پہچانیں گے۔ اور وہ جنت والوں کو پکار کر کہیں گے کہ تم پر

سلامتی ہو۔ وہ ابھی جنت میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے مگر وہ امیدوار ہوں گے۔ اور جب دوزخ والوں کی طرف ان کی نگاہ پھیری جائے گی تو وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب، ہم کو شامل نہ کرنا ان ظالم لوگوں کے ساتھ۔ اور اعراف والے ان لوگوں کو پکاریں گے جنھیں وہ ان کی علامت سے پہچانتے ہوں گے۔ وہ کہیں گے کہ تمھارے کام نہ آئی تمھاری جماعت اور تمھارا اپنے کو بڑا سمجھنا۔ کیا یہی وہ لوگ ہیں جن کی نسبت تم قسم کھا کر کہتے تھے کہ ان کو کبھی اللہ کی رحمت نہ پہنچے گی۔ جنت میں داخل ہو جاؤ، اب نہ تم پر کوئی ڈر ہے اور نہ تم غمگین ہوگے''۔ (الأعراف: 46-49)

اس آیت میں اصحاب اعراف سے مراد شہداء ہیں، یعنی خدا کے وہ خاص بندے جنھوں نے دنیا میں قوموں کے اوپر خدا کے دین کی گواہی دی اور پھر کسی نے مانا اور کسی نے انکار کیا (تفسیر قرطبی، جلد 7، صفحہ 211)۔ ان شہداء (دُعاۃ) کے لیے قرآن میں

مختلف الفاظ آئے ہیں۔ مثلاً منذر، مبشر، داعی، وغیرہ۔ اس گروہ میں اولاً انبیاء شامل ہیں اور اس کے بعد اللہ کے وہ خاص بندے جنھوں نے انبیاء کے نمونے کو لے کر اپنے زمانے کے لوگوں پر دعوت اور شہادت کا کام انجام دیا۔

تاہم قیامت میں لوگوں کے ابدی انجام کا جو فیصلہ ہونے والا ہے وہ اُسی کارِشہادت (دعوت) کی بنیاد پر ہوگا جو دنیا میں ان کے اوپر انجام دیا گیا تھا۔ یہ کارِشہادت (دعوت) دنیا ہی میں انسانوں کو دو گروہوں میں بانٹ رہا ہے۔ ایک، اس کو قبول کرنے والے اور دوسرے، اس کا انکار کرنے والے۔ قیامت میں یہ دوسرے قسم کے لوگ ایک دوسرے سے الگ کردیے جائیں گے۔ اور پھر دونوں کے لیے ان کے عمل کے مطابق، دو مختلف انجام کا فیصلہ کیا جائے گا۔

یہ فیصلہ اگرچہ تمام تر خدا کا فیصلہ ہوگا۔ تاہم اس فیصلے کا اعلان انھیں خصوصی بندوں کے ذریعے کرایا جائے گا جنھوں نے دنیا میں

دعوت اور شہادت کا کام انجام دیا تھا۔ یہ ان کے حق میں ایک غیر معمولی اعزاز ہوگا۔ اس اعلان کے لیے قیامت کے میدان میں اونچے اسٹیج بنائے جائیں گے جن کے اوپر یہ اصحاب اعراف کھڑے ہوں گے۔ وہاں سے وہ ہر ایک کو دیکھیں گے اور ہر ایک کے بارے میں خدائی فیصلے سے اس کو باخبر کریں گے۔

شہداء اور دعاۃ نے دنیا میں خدا کے کام کو اپنا کام سمجھ کر اس کے لیے محنت کی تھی، اس عمل کی بنا پر ان کو یہ امتیازی انعام دیا جائے گا کہ قیامت میں وہ بلندیوں پر کھڑے ہوں اور اس دعوتِ حق کے آخری انجام سے لوگوں کو باخبر کریں۔ دنیا میں وہ اپنے مقصد کے اعتبار سے بلند تھے اور قیامت میں وہ اس کے عملی انجام کے اعتبار سے بلند قرار دیے جائیں گے۔

خدا پر ایمان لانے کے بعد ایک بندے سے عملی طور پر جو کچھ مطلوب ہے، اس کو قرآن میں دو قسم کے الفاظ میں بیان کیا گیا

ہے — اطاعتِ خدا، اور نصرتِ خدا۔ اطاعتِ خدا سے مراد یہ ہے کہ بندہ ان تمام اوامر و نواہی پر عمل کرے جو خدا کی طرف سے رسول کے ذریعے بتائے گیے ہیں۔ وہ ان تمام حکموں کو اپنی زندگی میں اختیار کرے جن کو اختیار کرنے کی خدا نے تاکید کی ہے، اور ان تمام چیزوں سے بچے جن سے بچنے کا خدا نے اپنی کتاب میں حکم دیا ہے، یا اپنے رسول کے ذریعے جن کا اعلان فرمایا ہے۔

نصرتِ خدا کا مطلب ہے خدا کی مدد کرنا۔ یہ ایک انوکھا شرف ہے جو کسی صاحب ایمان آدمی کو ملتا ہے۔ اس سے مراد وہی چیز ہے جس کو قرآن میں دعوت الی اللہ کہا گیا ہے۔ یہ چوں کہ خود خدا کا ایک مطلوب عمل ہے جو بندے کے ذریعے ادا کرایا جاتا ہے، اسی لیے اس کو نصرتِ خدا (خدا کی مدد) سے تعبیر کیا گیا ہے۔

عبادت، اخلاق اور معاملات میں خدا کے احکام کی تعمیل بندے کی اپنی ضرورت ہے۔ اس کے ذریعے بندہ اپنی بندگی

کو ثابت کر کے خدا کے انعام کا مستحق بنتا ہے، مگر دعوت الی اللہ کا معاملہ اس سے مختلف ہے۔ قرآن کے مطابق، یہ اللہ کے اوپر سے حجت کو اٹھانا ہے (النساء: 165) امتحان کی مصلحت کی بنا پر یہ کام انسانوں کے ذریعے ادا کرایا جاتا ہے۔ یہ ایک خدائی عمل ہے جس کو کچھ انسان خدا کی طرف سے انجام دیتے ہیں اور پھر خدا کے یہاں سے وہ اس کا انعام پاتے ہیں۔ اس معاملے کو سمجھنے کے لیے قرآن کی اِس آیت کا مطالعہ کیجیے:

یاأیّها الّذین آمنوا کُونُوا أنصار اللّٰه، کما قال عیسى بن مریم للحواریین مَن أنصاری إلى اللّٰه، قال الحواریُّون نحنُ أنصار اللّٰه، فاٰمنت طائفة من بني إسرائیل وکفرت طائفة، فأیّدنا الّذین آمنوا علیٰ عدُوّهم فأصبحوا ظاهرین (الصّف: 14)

''اے ایمان والو، تم اللہ کے مددگار بنو، جیسا کہ عیسیٰ بن مریم نے

حواریوں سے کہا— کون اللہ کے واسطے میرا مددگار ہوتا ہے۔ حواریوں نے کہا، ہم ہیں اللہ کے مددگار۔ پس بنی اسرائیل میں سے کچھ لوگ ایمان لائے اور کچھ لوگوں نے انکار کیا۔ پھر ہم نے ایمان والوں کی ان کے دشمنوں کے مقابلے میں مدد کی، پس وہ غالب ہو گیے"۔

اس آیت میں اللہ کی نصرت کرنے یا اللہ کا انصار بننے سے کیا مراد ہے۔ اس سے مراد ہے— خدا کے دعوتی منصوبے میں اپنے آپ کو قول اور عمل سے شریک کرنا، اقامتِ حجت کے خدائی کام کو اپنا کام بنا کر اس کے لیے محنت کرنا۔ مفسر ابن کثیر نے اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: أی مَن معینی في الدعوة إلى الله عزوجلّ؟ قال الحواريون (وهم أتباع عيسىٰ عليه السلام): نحن أنصار الله، أي نحن أنصار على ما أُرسلت به وموازروک على ذلک. و لهذا بعثهم دُعاةً إلى الناس في بلاد الشام في الإسرائيلين

واليونانيّين، وهكذا كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول في أيام الحج "مَن رجل يؤويني حتى أبلّغ رسالة ربّي، فإنّ قريشاً قد منعوني أن أبلّغ رسالة ربّي".

(تفسیر ابن کثیر، جلد 4، صفحہ 362)

"یعنی کون ہے جو اللہ کی طرف بلانے کے کام میں میرا مددگار ہو، حواریین نے کہا، اور اس سے مراد عیسیٰ کے پیرو ہیں، ہم ہیں اللہ کے مددگار۔ ہم آپ کے مددگار ہیں اس کام میں جس کو لے کر آپ بھیجے گیے ہیں اور اس کام میں ہم آپ کا ساتھ دینے والے ہیں۔ اس لیے حضرت مسیح نے ان کو لوگوں کی طرف داعی بنا کر بھیجا، بلاد شام میں اسرائیلیوں اور یونانیوں کی طرف۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام حج میں لوگوں کے پاس جا کر کہتے کہ تم میں کون شخص ہے جو میری مدد کرے یہاں تک کہ میں اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچا دوں، کیوں کہ قریش مجھے اپنے رب کا پیغام

پہنچانے سے روک رہے ہیں"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہہ ساری دنیا کے لیے خدا کے پیغمبر ہیں، مگر آپ ایک محدود مدت تک دنیا میں رہے اور اس کے بعد آپ کی وفات ہوگئی۔ اب سوال یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اس ذمے داری کو ادا کرنے کی صورت کیا ہے۔ جواب یہ ہے کہ آپ کی امت آپ کے بعد اس کام کی ذمے دار ہے۔ اپنی زندگی میں آپ نے براہِ راست طور پر اس کام کو انجام دیا۔ آپ کے بعد یہ کام بالواسطہ طور پر آپ کی امت کے ذریعے انجام پائے گا۔ آپ کی امت کی لازمی ذمے داری ہے کہ وہ نسل در نسل ہر زمانے کے لوگوں کے سامنے اُس دین کا پیغام پہنچاتی رہے، جو دین آپ خدا کی طرف سے لائے اور جو قیامت تک اسی حال میں محفوظ رہے گا۔

اس معاملے کی مزید تشریح ایک حدیث سے ہوتی ہے جس کو

مشہور سیرت نگار محمد بن اسحاق (وفات: 768ء) نے نقل کیا ہے۔ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت مسیح کے دعوتی مشن کے بارے میں بھی فرمایا ہے اور خود اپنے بارے میں بھی۔ اس حدیث کا ترجمہ یہ ہے:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلح حدیبیہ (623ء) کی ادائیگی کے بعد ایک دن اپنے اصحاب کے سامنے آئے۔ آپ نے فرمایا کہ اے لوگو، اللہ نے مجھ کو تمام دنیا کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے، پس تم اس معاملے میں مجھ سے اختلاف نہ کرو، جیسا کہ مسیح کے حواریوں نے کیا تھا۔ آپ کے اصحاب نے کہا کہ اے خدا کے رسول، حواریوں نے کس طرح اختلاف کیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ مسیح نے اپنے حواریوں کو اُس کام کی طرف بلایا جس کی طرف میں نے تم کو بلایا ہے، پس مسیح نے جس کو قریبی مقام پر جانے کے لیے کہا، وہ راضی رہا اور تیار ہو گیا اور جس کو دور کے مقام پر جانے

کے لیے کہا تو اس نے ناگواری ظاہر کی اور وہ اُس پر گراں گذرا۔ اس کے بعد مسیح نے اللہ سے اس بات کی شکایت کی تو جو لوگ زبان کے فرق کی وجہ سے جانے کے لیے تیار نہیں ہوئے تھے وہ اس قوم کی زبان بولنے لگے جن کی طرف مسیح ان کو بھیج رہے تھے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو مختلف سرداروں اور حاکموں کی طرف اپنی دعوت کے ساتھ روانہ کیا۔‘‘

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے اصحاب کے سامنے آئے اور اس دعوتی کام کی طرف انھیں توجہ دلائی تو ان سے کہا کہ ’’اللہ نے مجھ کو سارے عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ پس تم میری طرف سے اس ذمے داری کو ادا کرو، اللہ تمھارے اوپر رحم فرمائے‘‘۔ (سیرت ابن ہشام، جلد4، صفحہ 278)

زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے کسی انسان کے لیے اس سے بڑا کوئی اعزاز نہیں کہ وہ ایک ایسے کام کے لیے سرگرم ہو جو براہِ راست

طور پر خود خدا کا کام ہو، جو گویا خداوند ذوالجلال کی نیابت ہے۔ یہ بلاشبہہ ایک ایسا اعزاز ہے جس سے بڑا کوئی اعزاز ممکن نہیں۔

خدا قادر مطلق ہے۔ وہ ہر معلوم اور نا معلوم کام کو انجام دینے کی مکمل قدرت رکھتا ہے۔ وہ چاہے تو اپنے پیغام کی پیغام رسانی کے لیے پتھروں کو گویا کر دے، وہ درخت کی ہر پتّی کو زبان بنا دے جس سے وہ خدا کے پیغامات کا اعلان کرنے لگیں، مگر یہ خدا کا طریقہ نہیں۔ خدا یہ چاہتا ہے کہ انسانوں کے درمیان اس کے پیغام کی پیغام رسانی خود انسان ہی انجام دے، تاکہ التباس کا پردہ باقی رہے، تاکہ امتحان کی مصلحت مجروح نہ ہونے پائے۔

دعوت جس کو قرآن میں انذار اور تبشیر کہا گیا ہے، وہ براہِ راست خدا کا کام ہے۔ یہ اس لیے ہے تاکہ حجت، خدا پر نہ رہے بلکہ وہ انسانوں کی طرف منتقل ہو جائے۔ مگر امتحان کی مصلحت کا تقاضا ہے کہ یہ کام کسی معجزاتی اسلوب میں انجام نہ پائے، بلکہ

انسانوں میں سے کوئی انسان اسے انجام دے۔ یہی وجہ ہے جس کی بنا پر اس خدائی کام کو انسانوں کے ذریعے انجام دیا جاتا ہے۔

اس صورت حال نے انسان کی لیے عظیم ترین عمل کا دروازہ کھول دیا ہے۔ جو لوگ دعوت کے اس خدائی عمل کے لیے اٹھیں، ان کو دنیا کی زندگی میں نہایت خصوصی مدد حاصل ہوتی ہے اور آخرت میں ان کو اعلیٰ ترین اعزازات سے نوازا جائے گا۔

ایک بندہ جب نماز پڑھتا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ وہ خدا کے آگے اپنے عجز کا اقرار کر رہا ہے۔ اس کے مقابلے میں جب وہ دعوت الی اللہ کا کام کرتا ہے تو اس کا احساس یہ ہوتا ہے کہ وہ خود خدا کا ایک کام انجام دے رہا ہے۔ کسی بندے کے لیے بلاشبہ اس سے زیادہ لذیذ کوئی تجربہ نہیں کہ وہ یہ محسوس کرے کہ میں اپنے رب کے کام میں مصروف ہوں، میں اپنے رب کے ایک منصوبے کی تکمیل کر رہا ہوں۔ (دعوتِ حق، صفحہ: 14-5، از: مولانا وحید الدین خاں)

ایک پیغام مشن کے ساتھیوں کے نام

میں اس وقت آپ سے کچھ ضروری بات کرنا چاہوں گا۔ یہ باتیں میرے طویل تجربات پر مشتمل ہیں۔ مطالعے اور تجربے اور دعا کے بعد میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ باتیں بہت اہم ہیں۔ جو عورت اور مرد دعوتی مشن کے ساتھ جُڑ کر دعوہ ورک کرنا چاہتے ہیں، اُن کو لازمی طور پر ان باتوں کو ملحوظ رکھنا ہوگا۔

نتیجہ رُخی کوشش (result-oriented effort)

میرے تجربے کے مطابق، صرف وہی کوششیں درست ہیں جو نتیجہ خیز ہوں۔ بائبل میں کہا گیا ہے—— تم نے بہت سا بویا پر تھوڑا کاٹا:

You have sown much, and
bring in little (Haggai 1:6)

اِس سے یہ حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ لوگ عام طور پر بہت

زیادہ کام کرتے ہیں، لیکن وہ صرف اس کا تھوڑا نتیجہ حاصل کر پاتے ہیں۔ ایسا اِس لیے ہوتا ہے کہ لوگ، عام طور پر، اپنے عمل کے نتیجے کو سامنے نہیں رکھتے۔ میں آپ تمام لوگوں سے کہوں گا کہ ہمیشہ اپنے عمل کے نتیجے کو سامنے رکھ کر کام کریں اور صرف وہی کام کریں جس کے بارے میں آپ کو معلوم ہو کہ وہ نتیجہ خیز کام ہے۔

قول کے ساتھ عمل کی اہمیت

دنیا میں زیادہ تر لوگ خوب صورت الفاظ بولتے ہیں۔ میرے تجربے کے مطابق، عمل کے بغیر، خوب صورت الفاظ کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ میں پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اچھے عمل کے بغیر اچھے الفاظ گناہ ہیں، نہ کہ کوئی اجر کے قابل چیز۔ اس لیے آپ کو اِس معاملے میں بہت زیادہ محتاط رہنا چاہیے۔ آپ صرف وہی بات کہیں، جس پر آپ عمل کرسکیں۔ آپ کو اِس معاملے میں بہت زیادہ باہوش رہنا ہوگا کہ لوگوں کی خوب صورت

باتوں پر آپ یقین کرلیں۔ آپ کسی کی خوبصورت بات پر صرف اُس وقت یقین کریں، جب اُس کے ساتھ عمل بھی موجود ہو۔ عمل کے بغیر خوب صورت الفاظ کی کوئی اہمیت نہیں۔

ترجیحات پر مبنی جدوجہد

دعوتی مشن کے لیے آپ کو بہت سے کام کرنے ہیں۔ اس لیے میں آپ سے کہوں گا کہ آپ اپنی ترجیحات متعین کریں۔ میرے نزدیک، قرآن کا انگریزی ترجمہ اور اُس کی عالمی اشاعت اِس وقت ہماری اولین ترجیح ہے۔

اولین ترجیح — قرآن کا انگریزی ترجمہ

میں آپ کو پہلے یہ بتا چکا ہوں کہ اِس وقت قرآن کا ایک درست انگریزی ترجمہ کتنا ضروری ہے۔ اِس لیے ہم کو ترجیحی بنیاد پر ترجمہ قرآن کے اِس کام کو کرنا ہوگا۔ اِس وقت قرآن بسٹ سیلر (best seller) بن چکا ہے۔ جیسا کہ ابھی گوگل (Google) کے

ایک آن لائن ریڈنگ سروے میں بتایا گیا ہے کہ — قرآن، گوگل بک سرچ کے ٹاپ پر ہے، اور 'آن لائن ریڈنگ' میں قرآن سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب بن چکا ہے:

The Quran tops Google book search and it has the topmost position as regards online reading.

اِس سروے سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ زمانے میں قرآن کی کتنی زیادہ ڈمانڈ ہے۔ مارکیٹ میں قرآن کے تقریباً دو درجن انگریزی ترجمے دستیاب ہیں، لیکن المیہ یہ ہے کہ اُن میں سے کوئی ایک ترجمہ بھی ایسا نہیں ہے جس کو قرآن کا درست ترجمہ کہا جاسکے۔ ایسی حالت میں قرآن کا ایک درست انگریزی ترجمہ لوگوں کے لیے سب سے زیادہ بڑی خبر کی حیثیت رکھتا ہے۔ اِس لیے جتنی جلد ممکن ہوسکے، ہم کو قرآن کا ایک درست انگریزی ترجمہ تیار کرنا ہوگا۔

اردو زبان کی اہمیت

میری شدید خواہش ہے کہ دعوتی مشن سے وابستہ تمام افراد اُردو زبان سیکھیں۔ میری اردو کتابیں، اسلام کے صحیح فہم اور اسلام کی صحیح تعبیر کو سمجھنے کا واحد ذریعہ ہیں۔ ایک حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ— **لایبقیٰ من الإسلام إلا اسمه، ولا یبقیٰ من القرآن إلا رسمه۔ (رواه البیهقی فی شعب الإیمان، مشکوة المصابیح، رقم الحدیث: 276)** یعنی بعد کے زمانے میں اسلام کا صرف نام باقی رہے گا اور قرآن کی صرف لکیریں رہ جائیں گی۔

یہ ایک واقعہ ہے کہ بعد کے دَور میں حقیقی اسلام تعبیرات کی کثرت میں گم ہو کر رہ گیا ہے۔ میں نے خدا کے فضل سے اپنی ساری زندگی اسلام کو اُس کے اصل ماخذ (original sources) سے ازسرِ نو دریافت کرنے میں صرف کی ہے۔ اور اپنے اردو لٹریچر کی صورت

میں اسلام کی صحیح تعبیر پیش کر دی ہے۔

میں پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ کسی آدمی کے لیے میرا اُردو لٹریچر اسلام کی صحیح تعبیر کو سمجھنے کا واحد ذریعہ ہے۔ اِس لٹریچر کا دوسرا کوئی اور بدل نہیں۔ اِس لیے ہر وہ آدمی جو سنجیدگی کے ساتھ دعوتی مشن سے جڑنا چاہتا ہو، اُس کے لیے ضروری ہے کہ وہ باقاعدگی کے ساتھ اُردو زبان سیکھے، تا کہ وہ ہماری اردو کتابوں کو سمجھ سکے۔ جو شخص میری اِس بات پر عمل نہ کرے، وہ فکری اندھیرے اور کنفیوژن میں جینے پر مجبور ہو گا۔ وہ اسلام کو اُس کے حقیقی مفہوم میں سمجھنے سے قاصر رہے گا۔

عالمی سطح پر لٹریچر کی اشاعت

میرے علم کے مطابق، میری اردو کتابیں، اسلام کی درست تعبیر کو معلوم کرنے کا واحد ذریعہ ہیں، اِس مقصد کے لیے دوسرا کوئی لٹریچر مفید نہیں۔ میری تمام کتابوں کی اُردو اور دیگر زبانوں

میں اشاعت کے لیے آپ کو اپنی تمام تر کوششیں صرف کرنا ہے۔
آپ کو لازماً یہ کوشش کرنا ہے کہ میری تمام کتابیں عالمی سطح پر اشاعت کے لیے چھپ کر تیار ہو جائیں۔ بہت سارا میٹریل جو میں نے اُردو میں تیار کیا ہے، ابھی اُس کو چھپنا باقی ہے۔ آپ کو لازمی طور پر اُس میٹریل کی بھی اشاعت کرنا ہے۔ اِس سارے میٹریل کا انگریزی اور دیگر زبانوں میں ترجمہ اور عالمی سطح پر اس کی اشاعت ضروری ہے۔

آپ کو تمام انسانوں تک اسلام کا پیغام پہنچانے کے لیے پرنٹ میڈیا اور الکٹرانک میڈیا کا بھرپور طور پر استعمال کرنا ہوگا۔ میری کتابوں کے علاوہ، میری سیکڑوں تقاریر کی آڈیو اور ویڈیو رکارڈنگ ہو چکی ہے۔ آپ کو ٹیلی ویژن، ریڈیو، آڈیو کیسٹ، سی ڈی، وی سی ڈی اور ڈی وی ڈی اور میڈیا کے ذریعے ان چیزوں کو ہر ممکن طریقے سے دنیا کے ہر انسان تک پہنچانا ہے۔

سارے انسانوں تک اسلام کا پیغام پہنچانا، ہمارا مشن ہے۔ مشن کی اِس نوعیت کا تقاضا ہے کہ ہمارے اندر بولنے کی صلاحیت (speaking skill) ہو۔ اس لیے دوسری سرگرمیوں کے ساتھ ضروری ہے کہ مشن کے تمام افراد اپنے آپ کو پبلک اسپیکنگ (public speaking) کے لیے تیار کریں۔ موجودہ زمانے میں تقریباً روزانہ میٹنگ، کانفرنس اور سیمنار ہوتے ہیں۔ اِس میں ہر مذہب کے لوگوں کو اپنا پیغام دینے کے لیے بلایا جاتا ہے۔ ہم کو اِس طرح کے تمام مواقع کو استعمال کرنا چاہیے۔ اس مقصد کے لیے ضروری ہے کہ مشن کا ہر فرد ایک اچھا اسپیکر (speaker) ہو۔ میرا مقصد ہرگز یہ نہیں ہے کہ مشن کا ہر فرد خطیب (orator) بن جائے، تاہم مشن کے ہر آدمی کے لیے ضروری ہے کہ وہ سادہ طور پر ایک اسپیکر بنے۔

دعوتی مشن ایک ربانی مشن ہے اور 'خطابت' کا طریقہ اِس کے لیے مفید نہیں، ہم کو صرف اُن لوگوں کی ضرورت ہے جو سادہ اور

واضح انداز میں اپنا پیغام پہنچا سکیں۔ اِس لیے ہم کو اِس مقصد کے لیے بولنے والوں کی ضرورت ہے، نہ کہ خطابت کرنے والوں کی۔

پروگرام ساز افراد

مجھ سے کئی بار یہ سوال کیا گیا ہے کہ آپ کے مشن کا پروگرام کیا ہے۔ میرے تجربے کے مطابق، ایک داعی کو اس طرح کے مختلف حالات سے گذرنا پڑتا ہے کہ اپنی دعوتی ذمے داریوں کو پورا کرنے کے لیے کوئی ایک پروگرام اس کے لیے کافی نہیں ہوسکتا۔ اس لیے میں اِس طرح کے سوال کا جواب ہمیشہ یہی دیتا ہوں کہ ـــــ ہمارا کام پروگرام ساز افراد تیار کرنا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ایسے انسان بنیں جن کے اندر دعوتی اسپرٹ پوری طرح بھری ہوئی ہو۔ یہ دعوتی اسپرٹ اِس بات کے لیے کافی ہوجائے گی کہ آپ مختلف حالات میں خود اپنا دعوتی پروگرام بناسکیں۔ میں نے آپ کو ایک داعی کا واقعہ بتایا تھا۔ وہ

ایک ڈاکٹر کو اسلام کی دعوت دینا چاہتے تھے۔ اُن کے اندر دعوتی اسپرٹ بھری ہوئی تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ مذکورہ ڈاکٹر سے مل کر کچھ دعوتی چیزیں کسی طرح وہ ڈاکٹر کو پڑھنے کے لیے دے سکیں۔

چناں چہ انھوں نے مذکورہ ڈاکٹر کے کلنک کا ایک کارڈ لیا۔ اور اِس طرح وہ مریضوں کی لائن میں کافی دیر تک اپنی باری آنے کے انتظار میں کھڑے رہے، یہاں تک کہ وہ ڈاکٹر کے پاس پہنچ گیے۔ ڈاکٹر نے اُن سے پوچھا کہ آپ کو کیا تکلیف ہے۔ انھوں نے کہا کہ میں صرف آپ کو کچھ ریڈنگ مٹیریل دینے کے لیے آیا ہوں۔ یہی ایک سچے داعی کی صفت ہے۔ وہ کسی پیشگی پروگرام کا انتظار نہیں کرتا۔ وہ صورتِ حال کے مطابق، خود اپنا پروگرام بنالیتا ہے۔ اُس کو صرف اسی بات کی دھن ہوتی ہے کہ کس طرح خدا کا پیغام سارے انسانوں تک پہنچ جائے۔

اخوان رسول کا رول

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے جس میں آپ

نے اپنے 'اخوان' کا ذکر فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا: وددتُ أنّـا قد رأينا إخواننا، قالوا: أولسنا إخوانک يا رسول الله، قـال أنتـم أصـحـابي وإخواننا الذين لم يأتوا بعد۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: 367) یعنی میری خواہش ہے کہ ہم اپنے اخوان کو دیکھیں۔ صحابہ نے کہا کہ اے خدا کے رسول، کیا ہم آپ کے اخوان نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم میرے اصحاب ہو، اور ہمارے اخوان وہ ہیں جو ابھی نہیں آئے۔

مذکورہ حدیث میں پیغمبر اسلام نے اپنے جن 'اخوان' کے متعلق بتایا ہے، اُن سے مراد وہ اہلِ ایمان ہیں جو معرفت کی سطح پر رسول کو پہچانیں گے اور بعد کے زمانے میں وہ دعوتی مقصد کے لیے اٹھیں گے، تاکہ سارے انسانوں کو خدا کا ابدی پیغام پہنچادیں۔ اخوانِ رسول معروف معنوں میں کوئی ٹائٹل نہیں، بلکہ وہ ایک ذمے داری ہے۔

'اخوانِ رسول' کا لفظ ہزار سال سے پُر اسرار بنا ہوا ہے۔ تاریخ کے

کسی دور میں یہ واضح نہ ہوسکا کہ یہ کون لوگ ہوں گے اور مستقبل میں ان کا رول کیا ہوگا۔ اِس حدیث سے واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مابعد سائنس دَور (post scientific era) میں دعوت الی اللہ کا پیغمبرانہ رول ادا کرنا ابھی باقی ہے، یعنی آج کی زبان میں خدائی سچائی کو اُس کی خالص اور بے آمیز صورت میں انسانوں کے سامنے پیش کرنا۔

مابعد سائنس دور میں اٹھنے والی دعوتی ٹیم 'اخوانِ رسول' کے اِس ٹائٹل کے لیے یقینی طور پر ایک امیدوار گروپ کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ میں سے ہر عورت اور مرد کے لیے ضروری ہے کہ وہ اِس امکان کو واقعہ بنائے۔

اِس امکان کو واقعہ بنانا اِس طرح ممکن ہے کہ سب سے پہلے آپ خود اسلام کی معرفت حاصل کریں۔ اور اُس کے بعد قرآن کے صحیح انگریزی ترجمے کی اشاعت اور الرسالہ کی مطبوعہ کتابوں کو دوسرے انسانوں تک پہنچانے کا کام کریں۔ اور اِس طرح حقیقی معنوں میں

دعوت الی اللہ کا فریضہ انجام دیں۔

اس کے لیے ضروری ہے کہ آپ کے اندر سارے انسانوں کی خیر خواہی کی اسپرٹ موجود ہو۔ آپ سارے انسانوں کے حقیقی خیر خواہ بن کر اٹھیں۔ آپ کے دل میں ہر ایک کے لیے محبت اور ہمدردی ہو۔ آپ کا ٹارگیٹ کیا ہو، اس کو ایک حدیث میں اِن الفاظ میں بتایا گیا ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: لا یبقیٰ علی وجه الأرض بیت مدر و لا وبر إلا أدخله الله کلمة الإسلام (مسند احمد، مشکاۃ المصابیح، رقم الحدیث: 42) یعنی زمین کی سطح پر کوئی گھر اور کوئی خیمہ ایسا باقی نہیں رہے گا جس میں اللہ تعالیٰ اسلام کا کلمہ داخل نہ فرمادے۔

یہ کوئی پراسرار بات نہیں۔ یہ حدیث کی زبان میں امکاناتِ دعوت کا اظہار ہے۔ یہ اُس دور کی پیشین گوئی ہے جب کہ ذرائع ابلاغ کا ظاہرہ سامنے آئے گا اور اُس کو استعمال کر کے ہر انسان تک کلمہ اسلام کو پہنچانا ممکن ہو جائے گا۔ یہ کام صرف اِس طرح ممکن ہے کہ ہم

دعوتی مشن کے ساتھ جینے اور مرنے کا عزم کرلیں۔ اور اِس کام کو اپنا اوّلین کنسرن (primary concern) بناکر بقیہ تمام دوسری چیزوں کو اپنی زندگی میں ثانوی (secondary) حیثیت دے دیں۔

رائے کی قربانی

عمرۃ الحدیبیہ (623ء) کی ادائیگی کے بعد پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنے اصحاب کے ایک منتخب گروہ کو خطاب کیا۔ آپ نے فرمایا کہ:

''اے لوگو، اللہ نے مجھے سارے عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ پس تم میرے بارے میں اختلاف نہ کرو، جیسا کہ حواریوں نے عیسیٰ بن مریم سے اختلاف کیا۔ آپ کے اصحاب نے پوچھا کہ اے خدا کے رسول، حواریوں نے کس طرح اختلاف کیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم نے انھیں اُس چیز کی طرف بلایا جس کی طرف میں نے تمھیں بلایا ہے۔ پس جس کو انھوں نے (دعوتی مقصد کے لیے) قریب کے علاقے کی طرف بھیجا تو وہ

اُس پر راضی ہوگیا اور اُس نے اُس کو مان لیا، اور جس کو انھوں نے دُور کے علاقے کے طرف بھیجا تو وہ اُس کو ناگوار معلوم ہوا اور اُس نے اُس پر گرانی محسوس کی۔ عیسیٰ بن مریم نے اللہ سے اِس کی شکایت کی۔ تو جن لوگوں کو ناگواری ہوئی، اُن کا حال یہ ہوا کہ اُن میں سے ہر ایک اُس قوم کی زبان بولنے لگا جس کی طرف اُس کو جانے کے لیے کہا گیا تھا۔" (سیرۃ النبی لابن ھشام، جلد اوّل، صفحہ 278)

اِس لیے میں آپ سے کہوں گا کہ دعوتی مشن کے لیے اتحاد بہت ضروری ہے۔ اتحاد کا مطلب ہے — اختلاف کے باوجود متحد رہنا۔ آپ کو یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ — اتحاد ہماری طاقت ہے اور اختلاف ہماری کمزوری:

United we stand, divided we fall.

آپ اِس حدیثِ رسول کو اپنے ذہن میں ہمیشہ تازہ رکھیں:

مَنْ شذَّ شُذَّ إلى النار (الترمذی، کتاب الفتن)یعنی جو شخص اجتماعیت سے الگ ہوا، وہ آگ میں جائے گا۔ یہ حدیث بہت اہم ہے۔اِس حدیث میں اختلاف سے مراد نفسیاتِ اختلاف ہے، نہ کہ مجرد گروہی اختلاف۔ یعنی اصل برائی عملاً کسی گروہ سے کٹنا نہیں ہے، بلکہ اختلاف برپا کر کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنا ہے۔اس لیے آپ کو یہ سمجھنا ہوگا کہ آپ کبھی بھی اختلافات کو عذر (excuse) بنا کر دعوتی مشن سے الگ نہ ہوں۔ خدا اس معاملے میں آپ کے کسی بھی عذر کو قبول نہیں کرے گا۔

کوئی آدمی جب کوئی رائے قائم کرتا ہے تو وہ سمجھنے لگتا ہے کہ اُسی کی رائے درست ہے۔ایسا صرف اُس کی اپنی کنڈیشننگ کی وجہ سے ہوتا ہے۔اسی لیے بجا طور پر کہا گیا ہے ہے— کسی آدمی کے لیے سب سے بڑی قربانی اپنی رائے کی قربانی ہے۔اِس لیے آپ کو اپنی رائے کی قربانی دینی ہوگی۔ یہ بلاشبہہ سب سے بڑی

قربانی ہے۔ یہی وہ قربانی ہے جس کی قیمت پر آپ متحد ہو کر اپنا دعوتی فریضہ ادا کر سکتے ہیں۔

میری دعا ہے کہ خدا آپ کی مدد کرے اور آپ اپنی دعوتی ذمے داریوں کو بھر پور طور پر ادا کر کے 'اخوانِ رسول' کا رول ادا کر سکیں۔ اور 'اسلام کا کلمہ' سطح زمین کے ہر گھر میں پہنچ جائے۔

کرنے کا کام

آپ کو جو پُر امن دعوتی کا کام کرنا ہے، وہ بنیادی طور پر ایک درست انگریزی ترجمہ قرآن کی اشاعت اور تقاریر کے آڈیو اور ویڈیو کیسٹ اور میری دوسری کتابوں کی توسیع واشاعت ہے۔

موجودہ زمانے کے مسلمانوں کا یہ ایک نا قابلِ معافی جرم ہے کہ وہ دنیا کو قرآن کا ایک درست انگریزی ترجمہ دینے میں ناکام رہے۔ خدا اُس وقت تک ہم پر اپنی رحمت کے دروازے نہیں کھولے گا جب تک ہم اِس کام کو اپنی اولین ترجیح کی حیثیت سے انجام نہ دے دیں۔

پیغمبر اسلام ﷺ نے ایک بار اپنے اصحاب کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا: ألا هل بلّغت۔ یعنی کیا میں نے خدا کا پیغام تم تک پہنچا دیا۔ صحابہ نے اِس کے جواب میں کہا: نشهد أنك قد بلّغتَ وأدّيتَ ونصحتَ۔ یعنی ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے خدا کا پیغام پوری خیر خواہی اور امانت کے ساتھ ہم تک پہنچا دیا۔ ہمارے اندر بھی یہی احساس ذمے داری ہونا چاہیے کہ ہم خدا کے پیغام کو ہر انسان تک پہنچا دیں اور کوئی چھوٹا اور بڑا گھر ایسا باقی نہ رہے جہاں اسلام کا کلمہ داخل نہ ہو جائے۔

جہاں تک میری کتابوں کا تعلق ہے تو سب سے پہلے یہ کام ان کتابوں کے انگریزی ترجمے کی اشاعت سے ہوگا۔ کیوں کہ آج دنیا کی آبادی کا ساٹھ فی صد حصہ انگریزی زبان بولتا اور سمجھتا ہے۔ اُس کے بعد حالات کے مطابق، یہ کام دوسری زبانوں تک وسیع ہوگا۔ اِس اشاعتی کام کے بنیادی طور پر چند اجزا ہیں:

1- قرآن کا صحیح انگریزی ترجمہ کم قیمت پر ساری دنیا میں پھیلانا (قرآن کا یہ انگریزی ترجمہ خدا کے فضل سے سی پی ایس انٹرنیشنل کے تحت زیر تیاری ہے)۔

2- 'تذکیر القرآن' کا ہندی ترجمہ چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔ آپ میں سے ہر ایک کو اپنی ساری کوشش صرف کرکے زیادہ سے زیادہ انسانوں تک اس کو پہنچانا ہے۔

3- الرسالہ مشن کی مطبوعہ کتابوں کو زیادہ سے زیادہ پھیلانا۔ مثلاً تذکیر القرآن، مطالعہ سیرت، مطالعہ حدیث، مذہب اور جدید چیلنج (God Arises)، اِن سرچ آف گاڈ (In Search of God) اسلام ری ڈسکورڈ (Islam Rediscovered)، آئڈیالوجی آف پیس (Ideology of Peace)، کریشن پلان آف گاڈ (Creation Plan of God)، وغیرہ۔ اِس کے علاوہ، آپ اپنے علاقوں میں لائبریری اور اسٹڈی فورم قائم کریں تاکہ زیادہ سے زیادہ

لوگوں کے لیے ان کتابوں تک رسائی ممکن ہو سکے۔

4- چھوٹے چھوٹے دعوتی کتابچے (Dawah Booklets) تقریباً تیس کی تعداد میں چھپ چکے ہیں۔ ان کو زیادہ سے زیادہ پھیلانا، یہاں تک کہ وہ تمام تعلیم یافتہ انسانوں تک پہنچ جائیں۔

5- 'ڈوائن لائٹ سیریز' پمفلٹ بھی چھپ کر تیار ہو چکے ہیں۔ یہ پمفلٹ امن اور روحانیت اور اسلام کی حقیقی تصویر پیش کرتے ہیں۔ آدمی اِن مطبوعہ کتابچوں کو ایک نشست میں پڑھ سکتا ہے۔ یہ پمفلٹ مدعو کے ساتھ دعوتی کام کرنے کے لیے معیاری پمفلٹ ہیں۔ اِن کے ذریعے آپ اسلامی تعلیمات اور تصورات (concepts) کو نہایت آسانی کے ساتھ اپنے مدعو تک پہنچا سکتے ہیں۔ آپ کو اِن دعوتی پمفلٹ کے ذریعے اپنے اِرد گرد کے تمام لوگوں تک خدا کا پیغام پہنچانے میں اپنی کوشش صرف کرنا ہے۔

6- الکٹرانک میڈیا کی اہمیت کو سمجھنا اور دعوتی مقصد کے لیے

اس کو زیادہ سے زیادہ استعمال کرنا ہوگا۔ میرے دعوتی لکچر مختلف چینل پر ٹیلی کاسٹ ہورہے ہیں۔ مثلاً: 'گڈ لائف سیریز'— زی جاگرن پر، 'رازِ حیات سیریز'— اے آر وائی پر، وغیرہ۔ خدا کے فضل سے ہم 'قرآن اور احادیثِ رسول سیریز' کو بھی رکارڈ کررہے ہیں۔ اِسی طرح 'حیاۃ الصحابہ سیریز' اور اِس کے علاوہ 'حکمتِ ربانی سیریز' بھی تیار کررہے ہیں۔

اب آپ کو یہ کرنا ہے کہ آپ اِن چیزوں کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچائیں۔ آپ اپنے علاقوں میں اپنے طور پر بھی ان پروگراموں کو کسی ٹی وی چینل یا ریڈیو اسٹیشن کے ذریعے نشر کرسکتے ہیں۔

میرے دعوتی لکچر کے آڈیو کیسٹ بھی تیار ہوچکے ہیں۔ اِس وقت اُن کے درج ذیل چھ سیٹ دستیاب ہیں:

1- ارکان اسلام　　2- درسِ حدیث

3- اسلامی تعلیمات　　4- رسول اللہ ﷺ کا طریق کار

5- تعارفِ اسلام 6- دعوتِ اسلام

مختلف موضوعات پر وی سی ڈی (VCDs اور DVDs) تیار ہو چکے ہیں۔ مثلاً: 'امن اور تشدد' (Peace and Non-violence) اور 'فطرت اور روحانیت' (Nature as a Role Model)، وغیرہ۔ اس کے علاوہ مختلف موضوعات پر ہم آڈیو کیسٹ، آڈیو سی ڈی، وی سی ڈی اور ڈی وی ڈی بھی تیار کر رہے ہیں۔ آپ اِن کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچائیں۔ اپنے طور پر آپ ان چیزوں کو مقامی ٹی وی چینل پر نشر کر سکتے ہیں۔

خدا کے ابدی پیغام کو تمام انسانوں تک پہنچانے کے لیے ہم نے اپنے ویب سائٹ بھی درج ذیل عنوان سے تیار کر لیے ہیں:

www.goodwordbooks.com
www.cps.org.in
www.alrisala.org

آپ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اِن ویب سائٹس کے متعلق آگاہی

دیں۔ مذکورہ وسائل ابلاغ کو استعمال کرتے ہوئے آپ کو متحد ہو کر خدا کا پیغام ہندستان میں اور پھر ساری دنیا کے انسانوں تک پہنچانا ہے۔

ہندستان میں دعوت الی اللہ

حدیثِ رسول میں ہم کو یہ پیشین گوئی ملتی ہے کہ بعد کے زمانے میں دعوت الی اللہ کا کام کرنے کے لیے ہندستان میں ایک مخصوص گروہ (عصابة) اٹھے گا — عصابة تغزوا الهند (نسائی، کتاب الجهاد، باب غزوة الهند) یعنی ایک گروہ ہے جو ہندستان میں غزوہ کرے گا، یہاں 'غزوہ' سے مراد دعوتی جدوجہد ہے۔

یہ مخصوص دعوتی گروہ انڈیا میں بھی دعوت الی اللہ کا کام اُسی طرح کرے گا جس طرح وہ عالمی سطح پر دعوت الی اللہ کے کام کو انجام دے گا اور لوگوں کو جنت کا راستہ دکھائے گا۔ میں پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ حدیث میں جس دعوتی گروہ کی پیشین گوئی کی گئی ہے، وہ امکانی طور پر سی پی ایس انٹرنیشنل اور الرسالہ مشن کی دعوتی ٹیم ہے۔

خدا کی طرف سے اِس بات کا فیصلہ ہوچکا ہے کہ ہندستان میں دعوت الی اللہ کا کام اس طرح منظم ہو کہ اُس کے ذریعے لوگ خدا کی ابدی رحمت کے سایے میں آسکیں۔ مذکورہ حدیث میں بتایا گیا ہے کہ ہندستان میں اٹھنے والا یہ دعوتی گروہ عذاب جہنم سے محفوظ رہے گا (أحرزهما الله من النار)، جنت کے دروازے ان کے لیے کھول دیے جائیں گے اور یہ لوگ خدا کی ابدی جنت میں جگہ پائیں گے۔

اس لیے آپ کو اس دعوتی کام میں پورے یقین کے ساتھ کامل طور پر شامل ہوجانا ہے۔ ہر عورت اور مرد کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو اس دعوتی گروہ کا ناقابلِ تقسیم حصہ بنائے۔ اگر آپ نے اپنی دعوتی ذمے داریوں کو پورا کیا تو خدا آپ کو ضرور اُس دعوتی گروہ میں شامل فرمائے گا جس کے لیے اس کی طرف سے پیشگی طور پر خوش خبری اور بشارت دے دی گئی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا واحد مشن توحید تھا، یعنی لوگوں کو شرک سے نکال کر ایک خدا کی عبادت کی طرف لانا۔ توحید کا یہ مشن

دنیا کے بڑے حصے تک پہنچ چکا ہے۔ اِس معاملے میں صرف ہندستان کا استثنا ہے۔ یہاں شرک اب بھی زندہ شکل میں موجود ہے، کیوں کہ یہاں دعوت الی اللہ کا کام مطلوب انداز میں نہ کیا جاسکا۔ تاہم میرے اندازے کے مطابق، اب وہ وقت آچکا ہے کہ ہندستان میں دعوت الی اللہ کے لیے وہ گروہ اٹھے جس کی پیشین گوئی رسول اللہ ﷺ نے فرمائی تھی۔ مجھے یقین ہے کہ یہی دعوتی گروہ وہ ’’عصابۃ‘‘ ہے جس کے لیے خدا کی طرف سے کامیابی کا فیصلہ مقدر ہو چکا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اُس گروہ میں شامل فرمائے۔ (الرسالہ، مئی 2007)

دعوت الی اللہ

دعوت الی اللہ کا کام ایک خالص اُخروی نوعیت کا کام ہے۔ قومی یا اقتصادی یا سیاسی معاملات سے براہِ راست اس کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ انسان کو خدا اور آخرت کی طرف بلانے کی ایک مہم ہے۔ اسی دینی اور روحانی اسلوب میں وہ شروع ہوتی ہے اور اپنے اسی اسلوب میں وہ آخر وقت تک جاری رہتی ہے۔

دعوت الی اللہ کے لیے ضروری ہے کہ آپ کے اندر سارے انسانوں کی خیرخواہی کی اسپرٹ موجود ہو۔ آپ سارے انسانوں کے حقیقی خیرخواہ بن کر اٹھیں۔ آپ کے دل میں ہر ایک کے لیے محبت اور ہمدردی ہو۔